تم جو کہتے ہو کہ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تب ہدایت پاؤ گے' تو کیا ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یا نصرانی؟ اور اسحاق' یعقوب' یوسف' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کون تھے؟ یہی بات آج مسلمانوں کو سوچنی چاہیے کہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ دیو بندی تھے' بریلوی تھے' اہل حدیث تھے یا شیعہ تھے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ ان تقسیموں سے بالاتر رہا جائے۔ ٹھیک ہے ایک شخص کسی فقہی مسلک کی پیروی کر رہا ہے' لیکن اس مسلک کو اپنی شناخت بنا لینا' اسے دین پر مقدم رکھنا' اس مسلک ہی کے لیے ہے ساری محنت و مشقت اور بھاگ دوڑ کرنا' اور اُسی کی دعوت و تبلیغ کرنا' دین کی اصل حقیقت اور روح کے یکسر خلاف ہے۔

﴿قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ﴾ ''کہیے: تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟''

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ﴾ ''اور (کان کھول کر سن لو) اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی تھی جسے اس نے چھپا لیا؟''

علماءِ یہود جانتے تھے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' جن کے وہ منتظر تھے۔ لیکن وہ اس گواہی کو چھپائے بیٹھے تھے۔

﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ ''اور اللہ ہرگز غافل نہیں ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔''

آیت ۱۴۱ ﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ﴾ ''وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔''

یہ اس مقدس جماعت کے گل سرسبد تھے جن کا تذکرہ ہوا۔

﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ﴾ ''ان کے لیے ہے جو کمائی انہوں نے کی اور تمہارے لیے ہے جو کمائی تم نے کی۔''

جو عمل انہوں نے کمائے وہ ان کے لیے ہیں' تمہارے لیے نہیں۔ تمہارے لیے وہی ہو گا جو تم کماؤ گے۔

﴿وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ''اور تم سے اُن کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں ہو گا۔''

تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے کیا کیا' تم سے تو یہ سوال ہو گا کہ تم نے کیا کیا!

❁ ❁ ❁

فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۲۴۳

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْیَاھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾﴾

ء ل ف

اَلِفَ (س) **اَلْفًا** : مانوس ہونا' محبت کرنا۔

اَلَفَ (ض) **اَلْفًا** : جمع ہونا' ہم آہنگ ہونا۔

اٰلَفَ (افعال) **اِیْلَافًا**: کسی کو کسی سے مانوس کرنا۔ ﴿اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ﴿۲﴾﴾ (قریش) ''ان کو مانوس کرنا سردی اور گرمی کے سفر سے۔''

اَلَّفَ (تفعیل) **تَاْلِیْفًا** : مانوس کرنا' محبت پیدا کرنا' جمع کرنا۔ ﴿وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ ؕ﴾ (الانفال:٦٣) ''اور اس نے محبت پیدا کی ان کے دلوں کے مابین۔'' ﴿اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ﴾ (النور:٤٣) ''کہ اللہ ہنکاتا ہے بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں۔''

مُؤَلَّفٌ (اسم المفعول) : جمع کیا ہوا' جوڑا ہوا۔ ﴿وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ﴾ (التوبۃ:٦٠)

''اور جوڑے ہوئے ہونے کے لیے ان کے دل۔''

اَلْفٌ ج اٰلَافٌ : ایک ہزار۔﴿وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (الانفال:٦٦) ''اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار تو وہ غالب ہوں گے دو ہزار پر اللہ کے اذن سے۔''﴿اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ﴾ (آل عمران:١٢٤) ''کہ مدد کرے تمہارا ربّ تین ہزار فرشتوں سے۔''

اُلُوْفٌ (**فُعُوْلٌ** کے وزن پر جمع) : ہزاروں۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب : ''اَلَمْ تَرَ'' کا فاعل ''تَرَ'' میں شامل ''اَنْتَ'' کی ضمیر ہے اور ''اَلَّذِیْنَ خَرَجُوْا'' اس کا مفعول ہے' جبکہ ''مِنْ دِیَارِهِمْ'' متعلق فعل ہے۔ ''وَهُمْ اُلُوْفٌ'' کا واوٴ حالیہ ہے' ''هُمْ'' مبتدا اور ''اُلُوْفٌ'' خبر ہے۔ ''لَمْ'' کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ حال کے بجائے ماضی میں ہوگا۔ ''حَذَرَ الْمَوْتِ'' بھی متعلق فعل ہے اور ''اَلَّذِیْنَ خَرَجُوْا'' کا حال ہونے کی وجہ سے اس کا مضاف منصوب ہے۔

''ثُمَّ'' ترتیب کے لیے آتا ہے اس لیے اس سے پہلے ''فَمَاتُوْا'' محذوف ہے جو کہ فعل امر ''مُوْتُوْا'' کا جواب امر ہے۔ ''اَحْیَا'' کا فاعل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''اللّٰهُ'' کے لیے ہے۔ ''هُمْ'' ضمیر مفعولی ہے جو ''اَلَّذِیْنَ'' کے لیے ہے۔ ''لٰكِنَّ'' کا اسم ''اَكْثَرَ النَّاسِ'' ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے' جبکہ جملہ فعلیہ ''لَا یَشْكُرُوْنَ'' خبر ہے۔

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ : کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	اِلَی الَّذِیْنَ : ان لوگوں (کی حالت) کی طرف جو
خَرَجُوْا : نکلے	مِنْ دِیَارِهِمْ : اپنے گھروں سے
وَ : اس حال میں کہ	هُمْ اُلُوْفٌ : وہ ہزاروں تھے
حَذَرَ الْمَوْتِ : موت کا ڈر کرتے ہوئے	فَقَالَ : تو کہا
لَهُمُ : ان سے	اللّٰهُ : اللہ نے
مُوْتُوْا : تم لوگ مرجاؤ (تو وہ مر گئے)	ثُمَّ اَحْیَاهُمْ : پھر اس نے زندہ کیا ان کو
اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ	لَذُوْ فَضْلٍ : فضل والا ہے
عَلَی النَّاسِ : لوگوں پر	وَلٰكِنَّ : اور لیکن

اَکْثَرَ النَّاسِ :لوگوں کی اکثریت لَا یَشْکُرُوْنَ :شکرنہیں کرتی ہے

نوٹ (۱) : ''رَ ءَ ی۔ یَرٰی'' کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔اور جب ''اِلٰی'' کے صلہ کے ساتھ آئے تو اس میں اس کے مفعول کی حالت پر غور کرنے اور اسے سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ ترجمہ میں اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

نوٹ (۲) : یہ بنی اسرائیل کی ایک بستی کا واقعہ ہے جہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی تھی۔اس سے بچنے کے لیے یہ لوگ بستی کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے جہاں انہیں موت آئی۔پھر ایک نبی کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔

آیت ۲۴۴

﴿ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾

ترجمہ:

وَقَاتِلُوْا :اور تم لوگ قتال کرو فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ :اللہ کی راہ میں

وَاعْلَمُوْٓا :اور جان لو اَنَّ : کہ

اللّٰہَ :اللہ سَمِیْعٌ :سننے والا ہے

عَلِیْمٌ :جاننے والا ہے

نوٹ (۱) : مادہ ''ق ت ل'' سے فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ''قَاتِلٌ'' بنتا ہے۔اس کی جمع ''قَاتِلُوْنَ'' سے جب نونِ اعرابی گرتا ہے تو ''قَاتِلُوْ'' استعمال ہوتا ہے یعنی واوالجمع کے الف کے بغیر۔اور باب مفاعلہ سے اس کا فعلِ امر ''قَاتِلْ'' بنتا ہے جس کی جمع ''قَاتِلُوْا'' ہے۔ اس طرح دونوں میں فرق صرف واوالجمع کے الف کا ہے۔اسی لیے ''قَاتِلُو الْمُشْرِکِیْنَ'' کا ترجمہ ہوگا ''مشرکوں کو قتل کرنے والے''۔جبکہ ''قَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ'' کا ترجمہ ہوگا ''تم لوگ جنگ کرو مشرکوں سے''۔

نوٹ (۲) :اس آیت میں گزشتہ آیت سے ربط یہ ہے کہ جب موت سے بچنا انسان کے بس میں نہیں ہے تو پھر موت کے ڈر سے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے سے جی چرانا حماقت بھی ہے اور محرومی بھی۔

آیت ۲۴۵

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ

يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۖ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۲۴۵﴾﴾

ق ر ض

قَرَضَ (ض) قَرْضًا :(۱) کسی سے بچتے ہوئے گزر جانا' کترا جانا۔(۲) کسی کو بدلہ دینا۔ ﴿وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ (الکھف:۱۷)''اور جب وہ غروب ہوتا ہےتو وہ کترا جاتا ہےان سے بائیں طرف۔''

قَرْضٌ (اسم ذات) : اُدھار' قرض۔آیت زیر مطالعہ۔

اَقْرَضَ (افعال) اِقْرَاضًا : کسی کو ادھار دینا۔قرض دینا۔آیت زیر مطالعہ۔

اَقْرِضْ (فعل امر) : تو قرض دے۔ ﴿وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ﴾ (المزمل:۲۰)''اورتم لوگ قرض دو اللہ کو' خوبصورت قرضہ۔''

ض ع ف

ضَعَفَ (ف) ضَعْفًا : کسی چیز کو زیادہ کرنا۔

ضَعُفَ (ک) ضَعَافَةً : کمزور ہونا۔ ﴿وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ﴾(آل عمران:۱۴۶)''اور وہ لوگ نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے۔''

اَضْعَفُ (افعل التفضیل) :زیادہ کمزور۔﴿مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا﴿۷۵﴾﴾ (مریم)''کون زیادہ برا ہے بلحاظ مقام کےاورزیادہ کمزور ہے بلحاظ فوج کے۔''

ضَعِيْفٌ ج ضِعَافٌ اور ضُعَفَاءُ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : کمزور۔ ﴿وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴿۲۸﴾﴾ (النساء) ''اور پیدا کیا گیا انسان کو کمزور۔''﴿لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا﴾ (النساء:۹) ''اگر وہ لوگ چھوڑیں اپنے پیچھے کچھ کمزور اولادیں۔''﴿فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ (ابراھیم:۲۱) ''تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جنہوں نے بڑائی چاہی۔''

ضَعْفٌ اور ضُعْفٌ (اسم ذات) : کمزوری۔﴿وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ﴾ (الانفال:۶۶)''اوراس نے جانا کہ تم لوگوں میں کچھ کمزوری ہے۔''﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ﴾ (الروم:۵۴)''اللہ ہےجس نے پیدا کیا تم لوگوں کو کمزوری سے۔''

ضِعْفٌ ج اَضْعَافٌ : دوگنا (واحد لفظ ضِعْفٌ بھی دوگنے کے لیے آتا ہےاوراس کا تثنیہ ضِعْفَيْنِ بھی آتا ہے) ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ﴾

(الاعراف:۳۸) ''اے ہمارے رب! ان لوگوں نے بہکایا ہم کو پس تو دے ان کو دوگنا عذاب آگ میں سے۔'' ﴿رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (الاحزاب:٦٨) ''اے ہمارے ربّ! تو دے ان کو دوگنا عذاب میں سے۔'' جمع آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔

اَضْعَفَ (افعال) اِضْعَافًا : زیادہ کرنا' بڑھانا۔

مُضْعِفٌ (اسم الفاعل): زیادہ کرنے والا۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ (الروم) ''تو وہ لوگ ہی بڑھانے والے ہیں۔''

ضَاعَفَ (مفاعلہ) مُضَاعَفَةً : گنوں میں بڑھانا' multiply کرنا' ضرب دے کر بڑھانا۔ ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرۃ:٢٦١) ''اور اللہ ضرب دے کر بڑھاتا ہے اس کے لیے جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔''

اِسْتَضْعَفَ (استفعال) اِسْتِضْعَافًا : کسی کو کمزور سمجھنا۔ ﴿اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ﴾ (الاعراف:١٥٠) ''بے شک قوم نے کمزور سمجھا مجھ کو۔''

مُسْتَضْعَفٌ (اسم المفعول) : صفت کے طور پر آتا ہے' کمزور سمجھا ہوا یعنی کمزور۔ ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ (النساء:٩٧) ''ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تھے کمزور زمین میں۔''

ق ب ض

قَبَضَ (ض) قَبْضًا : کسی چیز کو پنجے سے پکڑنا۔ (۱) پکڑنا' قبضے میں لینا۔ (۲) سمیٹنا' سکیڑنا۔ ﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ﴾ (طٰہٰ:٩٦) ''تو میں نے پکڑا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نشان سے۔'' ﴿ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا﴾ (الفرقان) ''پھر ہم نے سمیٹا اس کو اپنی طرف' آسان سمیٹنا۔''

قَبْضَةٌ (اسم ذات) : مُٹھی۔ ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (الزمر:٦٧) ''اور زمین کُل کی کُل اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن۔''

مَقْبُوْضَةٌ (اسم المفعول) : قبضہ میں لیا ہوا' پکڑا ہوا۔ ﴿وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرۃ:٢٨٣) ''اور تم لوگ نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو رہن ہے قبضہ میں لیا ہوا۔''

ب س ط

بَسَطَ (ن) بَسْطًا : کسی چیز کو پھیلانا' کشادہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

بَاسِطٌ (اسم الفاعل) : پھیلانے والا۔ ﴿مَا اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ ج﴾ (المائدۃ:٢٨) ''میں پھیلانے والا نہیں ہوں اپنا ہاتھ تیری طرف کہ میں قتل کروں تجھ کو۔''

مَبْسُوْطٌ (اسم المفعول) : پھیلایا ہوا۔ ﴿بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ لا﴾ (المائدۃ:٦٤) ''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھولے ہوئے ہیں۔''

بَسْطَۃٌ (اسم ذات) : پھیلاؤ' کشادگی۔ ﴿وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط﴾ (البقرۃ:٢٤٧) ''اور اس نے زیادہ کیا اس کو بلحاظ کشادگی' علم میں اور جسم میں۔''

بِسَاطٌ (اسم ذات) : پھیلائی ہوئی چیز' بچھونا' فرش۔ ﴿وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا﴾ (نوح) ''اور اللہ نے بنایا تم لوگوں کے لیے زمین کو ایک بچھونا۔''

ترکیب : ''مَنْ'' استفہامیہ ہے اور مبتدأ ہے۔ ''ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ'' صلہ موصول مل کر اس کی خبر ہے۔ ''یُقْرِضُ'' کا مفعول ''اللّٰہَ'' ہے' جبکہ ''قَرْضًا حَسَنًا'' مفعول مطلق ہے۔ ''فَیُضٰعِفَہٗ'' کا ''فَا'' سببیہ ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ مضارع کو نصب دیتا ہے۔ اسی لیے ''یُضٰعِفَ'' منصوب آیا ہے۔ اس میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''قَرْضًا حَسَنًا'' کے لیے ہے' جبکہ ''لَہٗ'' کی ضمیر ''مَنْ ذَا الَّذِیْ'' کے لیے ہے' ''اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً'' تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''یَبْصُطُ'' کے بعد ''الرِّزْقَ'' محذوف ہے۔ ثلاثی مجرد کے مضارع مجہول کا وزن ''یُفْعَلُ'' ہے' اور باب افعال کے مضارع مجہول کا بھی یہی وزن ہے۔ یہاں ''تُرْجَعُوْنَ'' ثلاثی کا مضارع مجہول ہے' کیونکہ مادہ ''ر ج ع'' باب افعال سے نہیں آتا۔

ترجمہ:

مَنْ ذَا الَّذِیْ : کون ہے وہ جو	یُقْرِضُ : قرضہ دے
اللّٰہَ : اللہ کو	قَرْضًا حَسَنًا : ایک خوبصورت قرض
فَیُضٰعِفَہٗ : اس سبب سے وہ ضرب دے کر بڑھائے اس کو	لَہٗ : اس کے لیے
اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً : کئی گنا	وَاللّٰہُ : اور اللہ
یَقْبِضُ : سکیڑتا ہے	وَیَبْصُطُ : اور کشادہ کرتا ہے (رزق کو)
وَاِلَیْہِ : اور اس کی طرف ہی	تُرْجَعُوْنَ : تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ (١): جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھجور کے

دو باغوں کا مالک ہوں۔ اس کے علاوہ میری ملک میں کچھ نہیں ہے۔ میں اپنے یہ دونوں باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ ایک اللہ کے راستے میں وقف کر دو اور دوسرا اپنے اہل و عیال کی معاشی ضرورت کے لیے باقی رکھو۔ تو ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں میں سے اچھا باغ جس میں چھ سو درخت ہیں' اس کو میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ (معارف القرآن)

آیت ۲۴۶

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ ﴾

م ل ء

مَلَأَ (ف) مِلْاءَ ةً : کسی چیز کو کسی چیز سے بھر دینا۔ ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۸﴾﴾ (الاعراف) ''میں لازماً بھر دوں گا جہنم کو تم سب کے سب سے۔''

مَلُؤَ (ک) مَلَاءً : بھرا ہوا ہونا' دولت مند ہونا' رئیس یا سردار ہونا۔

مَالِئٌ (اسم الفاعل) : بھرنے والا۔ ﴿فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾﴾ (الصّٰفّٰت) ''پس وہ لوگ کھانے والے ہیں اس سے تو وہ بھرنے والے ہیں اس سے پیٹوں کو۔''

مِلْءٌ: اتنی مقدار جس سے کوئی چیز بھر جائے۔ بھر۔ (جیسے گلاس بھر پانی۔ مَن بھر آٹا وغیرہ) ﴿فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا﴾ (آل عمران: ۹۱) ''تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان کے کسی ایک سے زمین بھر سونا۔''

مَلَأٌ (اسم جمع) : کسی قوم کے رئیسوں اور سرداروں کی جماعت۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِمْتَلَأَ (افتعال) اِمْتِلَاءً : کسی چیز کا کسی چیز سے بھر جانا۔ ﴿یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ﴾ (ق: ۳۰) ''جس دن ہم کہیں گے جہنم سے کیا تو بھر گئی؟''

ترکیب: ''اِذْ قَالُوْا'' کا فاعل اس میں ''ھُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''الْمَلَا'' کے لیے ہے۔ فعل امر ''اِبْعَثْ'' کا جواب امر ہونے کی وجہ سے ''نُقَاتِلْ'' مجزوم ہوا ہے۔ ''عَسَيْتُمْ'' میں ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر فعل مقاربہ ''عَسٰی'' کا اسم ہے اور ''اَلَّا تُقَاتِلُوْا'' اس کی خبر ہے' جبکہ درمیان میں جملہ شرطیہ ہے۔ ''اَلَّا'' دراصل ''اَنْ لَا'' ہے۔ اس میں ''اَنْ'' کی وجہ سے ''تُقَاتِلُوْا'' منصوب ہوا ہے۔ جملہ شرطیہ میں ''کُتِبَ'' ماضی مجہول ہے اس لیے اس پر ''اِنْ'' کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور ''الْقِتَالُ'' اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ ''مَا'' استفہامیہ ہے اور مبتدأ ہے۔ ''لَنَا'' قائم مقام خبر ہے۔ ''وَقَدْ اُخْرِجْنَا'' کا واوَ حالیہ ہے۔ ''اَبْنَآئِنَا'' کے مضاف کی جر بتا رہی ہے کہ یہ ''دِیَارِنَا'' پر عطف ہے۔ ''لَمَّا'' حرف شرط ہے۔ ''کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ'' شرط ہے اور ''تَوَلَّوْا'' جوابِ شرط ہے۔ ''اِلَّا'' کی وجہ سے ''قَلِیْلًا'' منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ : کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	اِلَی الْمَلَاِ : سرداروں (کی حالت) کی طرف
مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ : بنی اسرائیل میں سے	مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی : موسیٰ کے بعد
اِذْ قَالُوْا : جب ان لوگوں نے کہا	لِنَبِیٍّ لَّهُمُ : اپنے ایک نبی سے
اِبْعَثْ : تو بھیج (یعنی مقرر کر)	لَنَا : ہمارے لیے
مَلِکًا : ایک بادشاہ	نُّقَاتِلْ : تو ہم قتال کریں
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں	قَالَ : انہوںؑ نے کہا
هَلْ عَسَیْتُمْ : کیا ہوسکتا ہے تم لوگوں سے	اِنْ : اگر
کُتِبَ : فرض کیا جائے	عَلَیْکُمُ : تم پر
الْقِتَالُ : قتال کو	اَلَّا تُقَاتِلُوْا : کہ تم لوگ قتال نہ کرو
قَالُوْا : انہوں نے کہا	وَمَا لَنَآ : اور ہمیں کیا ہے
اَلَّا نُقَاتِلَ : کہ ہم قتال نہ کریں	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
وَ : (جب) حال یہ ہے کہ	قَدْ اُخْرِجْنَا : ہم نکالے گئے ہیں
مِنْ دِیَارِنَا : اپنے گھروں سے	وَاَبْنَآئِنَا : اور اپنے بیٹوں سے

فَلَمَّا : پھر جب	كُتِبَ : فرض کیا گیا
عَلَيْهِمُ : ان پر	الْقِتَالُ : قتال کو
تَوَلَّوْا : تو انہوں نے منہ موڑا	اِلَّا : مگر
قَلِيْلاً مِّنْهُمْ : ان میں سے تھوڑوں نے	وَاللّٰهُ : اور اللہ
عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے	بِالظّٰلِمِيْنَ : ظلم کرنے والوں کو

آیت ۲۴۷

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴿۲۴۷﴾﴾

ترکیب : ''بَعَثَ'' کا مفعول اوّل ''طَالُوْتَ'' ہے اور ''مَلِكًا'' مفعول ثانی ہے۔ ''يَكُوْنُ'' کا اسم ''الْمُلْكُ'' ہے' اس کی خبر محذوف ہے اور ''لَهٗ'' قائم مقام خبر ہے۔ ''يُؤْتَ'' کا نائب فاعل اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''طَالُوْتَ'' کے لیے ہے' جبکہ ''سَعَةً'' مفعول ثانی ہے۔ ''زَادَ'' کا فاعل اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''اللّٰهَ'' کے لیے ہے' اس کا مفعول ''ہٗ'' کی ضمیر ہے جو ''طَالُوْتَ'' کے لیے ہے' جبکہ ''بَسْطَةً'' تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

وَقَالَ : اور کہا	لَهُمْ : ان سے
نَبِيُّهُمْ : ان کے نبی نے	اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ نے
قَدْ بَعَثَ : مقرر کیا ہے	لَكُمْ : تمہارے لیے
طَالُوْتَ : طالوت کو	مَلِكًا : بادشاہ
قَالُوْٓا : انہوں نے کہا	اَنّٰى : کہاں سے
يَكُوْنُ : ہوگی	لَهٗ : اس کے لیے
الْمُلْكُ : بادشاہت	عَلَيْنَا : ہم پر

وَ : حالانکہ	نَحْنُ : ہم
اَحَقُّ : زیادہ حق دار ہیں	بِالْمُلْكِ : بادشاہت کے
مِنْهُ : اس سے	وَلَمْ يُؤْتَ : اور اس کو دی ہی نہیں گئی
سَعَةً : کوئی وسعت	مِّنَ الْمَالِ : مال میں سے
قَالَ : (نبی نے) کہا	اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ نے
اصْطَفٰهُ : ترجیح دی اس کو	عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر
وَزَادَهٗ : اور اس نے زیادہ کیا اس کو	بَسْطَةً : بلحاظ کشادگی
فِی الْعِلْمِ : علم میں	وَالْجِسْمِ : اور جسم میں
وَاللّٰهُ : اور اللہ	يُؤْتِیْ : دیتا ہے
مُلْكَهٗ : اپنا ملک	مَنْ : اس کو جس کو
يَّشَآءُ : وہ چاہتا ہے	وَاللّٰهُ : اور اللہ
وَاسِعٌ : وسعت دینے والا ہے	عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے

نوٹ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے تقریباً گیارہ سو سال پہلے کا یہ واقعہ ہے جس کا تذکرہ آیت ۲۴۶ سے شروع ہوا ہے۔ اس طرح یہ قصہ آج سے تقریباً سوا تین ہزار سال پہلے کا ہے۔ آیت زیر مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اُس وقت بھی لوگ انسانوں کو ان کے مال و دولت سے ناپتے تھے۔ حالانکہ کسی انسان کی شخصیت اور کردار کی اساس مال و دولت نہیں بلکہ اس کی جسمانی اور ذہنی صحت ہے۔ اس آیت میں ذہنی صحت کو علم کی کشادگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علم کے بغیر دولت مل جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی بندر کے ہاتھ چھچھوندر لگ جائے۔ ہمارا موجودہ معاشرہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آیت ۲۴۸

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۲۴۸﴾﴾

ت ب ت

(x) : اس مادہ سے کسی باب میں کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

تَابُوْتٌ (اسم ذات) : صندوق۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ق ی

بَقِیَ (س) بَقَاءً :(ا) ہمیشہ رہنا' (۲) باقی رہنا' باقی بچنا' دیر پا ہونا۔ ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ (الرحمٰن:۲۷) ''اور ہمیشہ رہے گا تیرے رب کا چہرہ یعنی اس کی ذات۔'' ﴿وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ (البقرة:۲۷۸) ''اور تم لوگ چھوڑ دو اس کو جو باقی بچا سود میں سے۔''

بَاقٍ (اسم الفاعل) : باقی رہنے والا۔ ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (النحل:۹۶) ''جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

اَبْقٰى (افعل التفضیل) : زیادہ باقی رہنے والا' زیادہ دیر پا۔ ﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۷) ''اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ شدید ہے اور زیادہ دیر پا ہے۔''

بَقِيَّةٌ (اسم نسبت) : باقی رہنے والی چیز' باقی ماندہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

اَبْقٰى (افعال) اِبْقَاءً : باقی رہنے دینا' باقی چھوڑنا۔ ﴿وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادًا الْاُوْلٰى ﴿٥٠﴾ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ﴿٥١﴾﴾ (النجم) ''اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا پہلی قومِ عاد کو' اور ثمود کو تو باقی نہیں چھوڑا۔''

ح م ل

حَمَلَ (ض) حَمْلًا : (ا) کسی چیز کو اپنے اوپر لادنا یعنی بوجھ اٹھانا۔ ﴿اِنِّيْ اَرٰىنِيْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا﴾ (یوسف:۳۶) ''بے شک میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں اٹھاتا ہوں اپنے سر کے اوپر کچھ روٹی۔'' (۲) کسی چیز کو دوسرے پر لادنا یعنی بوجھ ڈالنا۔ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا﴾ (البقرة:۲۸۶) ''اے ہمارے رب! اور تو بوجھ نہ ڈال ہم پر۔'' (۳) کسی کو کسی چیز پر لادنا یعنی سوار کرنا یا سواری دینا۔ ﴿وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ (التوبة:۹۲) ''اور نہ ہی ان لوگوں پر (گناہ) ہے کہ جب وہ آئے آپؐ کے پاس تاکہ آپؐ ان کو سواری دیں تو آپؐ نے کہا کہ میں نہیں پاتا اس کو میں سوار کروں تم کو جس پر۔''

اِحْمِلْ (فعل امر) : تو بوجھ اٹھا' تو بوجھ ڈال۔ ﴿قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ (ھود:۴۰) ''ہم نے کہا آپؐ سوار کریں اس میں ہر چیز کے زوجین میں سے دو کو۔

حَامِلٌ (اسم الفاعل) : بوجھ اٹھانے والا۔ ﴿وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (العنکبوت:۱۲) ''حالانکہ وہ لوگ اٹھانے والے نہیں ہیں ان کی خطاؤں میں سے

کچھ بھی۔''

حَمَّالٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : بار بار بوجھ اٹھانے والا' بوجھ ڈھونے والا۔ ﴿وَامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (اللھب) ''اور اُس کی عورت' ایندھن ڈھونے والی۔''

حَمُوْلٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : بہت زیادہ بوجھ اٹھانے والا۔ ﴿وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ﴾ (الانعام:١٤٢) ''اور مویشیوں میں کوئی بکثرت بوجھ اٹھانے والا اور کوئی بچھا ہوا۔''

حَمْلٌ ج اَحْمَالٌ (اسم ذات) : کسی مادہ کے پیٹ کا حمل۔ ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ﴾ (الطلاق:٤) ''اور حملوں والیاں' ان کی مدت ہے کہ وہ رکھ دیں اپنا حمل (یعنی بچہ پیدا ہو جائے۔)''

حِمْلٌ (اسم ذات) : بوجھ۔ ﴿وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ﴾ (یوسف:٧٢) ''اور جو لائے گا اس کو اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے۔''

حَمَّلَ (تفعیل) تَحْمِيْلًا : (١) کسی سے بوجھ اٹھوانا۔ (٢) کسی کے لیے کوئی چیز لازم کرنا۔ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ﴾ (البقرۃ:٢٨٦) ''اے ہمارے ربّ! اور تو ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا' طاقت نہیں ہے ہم میں جس کی۔'' ﴿فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ﴾ (النور:٥٤) ''پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ اس پر ہے وہ جو لازم کیا گیا (اس پر) اور تم لوگوں پر ہے وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔''

اِحْتَمَلَ (افتعال) اِحْتِمَالًا : اہتمام سے لادنا۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب) ''اور جو لوگ اذیت دیتے ہیں مؤمنوں کو اور مؤمنات کو بغیر اس کے جو انہوں نے کمایا' تو انہوں نے اپنے اوپر لادا ہے ایک بہتان اور ایک کھلا گناہ۔''

ترکیب : ''اٰيَةَ مُلْكِهٖ'' کی ضمیر طالوت کے لیے ہے اور یہ مرکب اضافی ''اِنَّ'' کا اسم ہے۔ اس لیے اس کا مضاف ''اٰيَةَ'' منصوب ہے۔ اور جملۂ فعلیہ ''اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ'' ''اِنَّ'' کی خبر ہے۔ ''سَكِيْنَةٌ'' اور ''بَقِيَّةٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہیں اور ان دونوں کی خبر ''مَوْجُوْدٌ'' محذوف ہے۔ ''تَحْمِلُهُ'' کی ضمیر مفعولی ''اَلتَّابُوْتُ'' کے لیے ہے' جبکہ ''اَلْمَلٰٓئِكَةُ'' اس کا فاعل ہے اور یہ پورا جملہ حال ہے۔ ''لَاٰيَةً'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ''اِنَّ''